| Barelvi Mazhab Aik Ganda Gustaakh Mazhab hai |

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گستاخانِ رسول ﷺ کے متعلق بریلویوں کا منافقانہ رویہ۔۔۔آخر کیوں؟؟؟؟

قارئین کرام بریلوی عوام کے سامنے بڑے عاشق رسول بنتے ہیں کہ ہمارا دیوبندیوں سے اصل اختلاف یہ ہے کہ ان کے اکابر نے معاذ اللہ گستاخیاں کی ہیں وہ ان گستاخیوں کو کفر مانتے ہوئے ان اکابر سے برات کا اعلان کریں تو ہمارا ان کا اتفاق ہوسکتا ہے دیوبندی معاذ اللہ نبی ﷺ سے زیادہ اپنے اکابر سے محبت کرتے ہیں کہ وہ ان عبارات کو گستاخانہ اور ان کے قائل کو کافر نہیں کہتے مگر دوسری طرف آپ حیران ہونگے کہ خود بریلوی اس سلسلے میں کس قدر منافقانہ اور دوغلی پالیسی پر عمل پیرا ہیں جی ہاں کچھ عرصہ پیشتر سے مولوی اشرف سیالوی نے ایک نیا عقیدہ اپنایا کہ نبی ﷺ معاذ اللہ چالیس سال سے پہلے نبی نہیں تھے اس پر خود بریلوی جماعت میں دو گروپ بن گئے اشرف سیالوی نے تصفیہ کے لئے پیر محمد چشتی بریلوی کو اپنا حکم اور فیصل بنایا کہ وہ دونوں طرف کا موقف پڑھ کر اس کے مطابق جو حکم فرمائیں ہمیں منظور ہوگا اس بریلوی حکم نے دونوں طرف کے موقف کی کتابوں کا مطالعہ کیا اور یہ فیصلہ دیا کہ اشرف سیالوی نے جو موقف اپنایا ہوا ہے اس میں گستاخی رسول ﷺ کی بو آرہی ہے یہ عقیدہ نبی ﷺ کے شان کے خلاف ہے (ملخصا اہم شرعی فیصلہ: ص ۷)

اب ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ یہ بریلوی فیصلہ دیتا کہ اشرف سیالوی نے یہ عقیدہ اپنا کر چونکہ نبی ﷺ کی توہین کی لہذا وہ سر عام توبہ کرے اپنا توبہ نامہ شائع کرے اور تجدید ایمان و نکاح کرے مگر برا ہو اس منافقت کا کہ یہ حکم کہتا ہے کہ گستاخی تو کی ہے مگر ایسا کریں کہ جن کتابوں میں یہ گستاخی ہے اسے تلف کردیں (ایضا ص ۸)

بریلویوں یہ کیا منافقت ہے کہ اگر تم ہم پر الزام دو کہ گستاخان رسول ﷺ ہو معاذ اللہ تو ہر چھوٹے بڑے کی دس دس گز کی زبان نکل آتی ہے اور کافر کافر جو نہ مانے جو شک کرے جو سکوت کرے وہ بھی کافر سب حرامی مرتد واجب القتل کے فتوے شروع ہوجاتے ہیں اور گستاخی اپنے ملاں کریں تو ان پر فتوے کے بجائے چپکے سے گستاخیاں تلف کردو۔۔۔

شرم۔۔۔شرم۔۔۔شرم۔۔۔

افادہ عام کیلئے ہم یہ مکمل ''اہم شرعی فیصلہ'' شائع کررہے ہیں

www.RazaKhaniMazhab.com

www.HaqqForum.com

www.AHlehaq.org

اہم شرعی فیصلہ
حکم
حضرت علامہ
پیر محمد چشتی زیدمجدہٗ
فدایانِ ختمِ نبوت پاکستان
0331-4414664

1

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
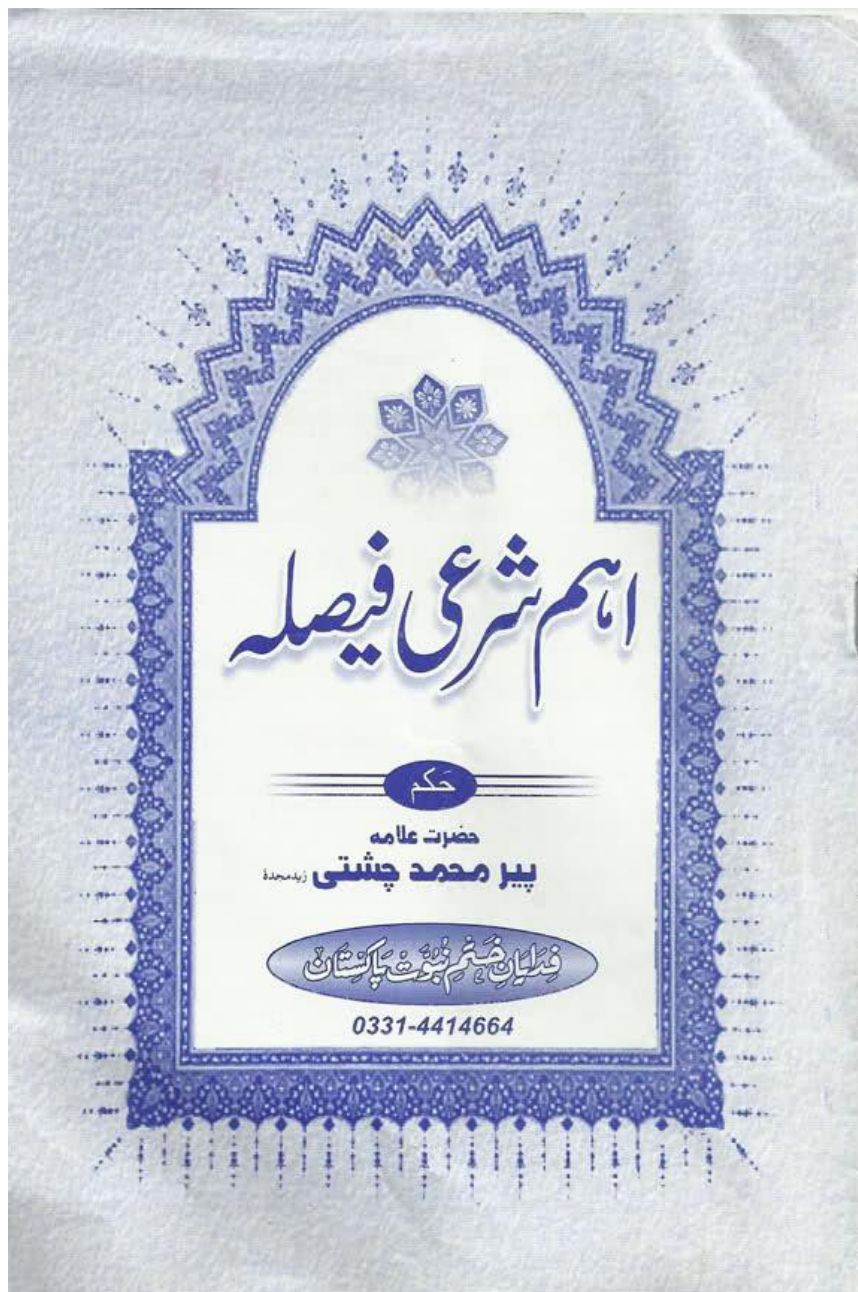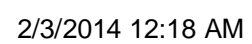
آغازِ سخن یہ کہ نبی الانبیاء والمرسلین، رحمۃ للعالمین، سید الاولین والآخرین حبیب ربّ العلمین ﷺ کی ذاتِ اَقدس کو موضوعِ بحث بنا کر علماء پنجاب اور برادرم محترم شیخ الحدیث مولانا محمد اشرف السیالوی کے مابین کئی سالوں سے جو تنازعہ چلا آرہا تھا۔ اُس سلسلہ میں کچھ میرے ساتھ نسبت تلمذ رکھنے والے اور کچھ دوسرے علماء کرام نے متعدد بار مجھ سے رابطہ کرکے ماہنامہ آوازِ حق میں اظہارِ خیال کرنے کو کہا اور بعض نے اِس حوالہ سے جانبِ حق کی نشان دہی کرنے پر زور دیا اور بعض پُرخلوص حضرات نے فریقین کو بیٹھا کر اس کے انسداد و تصفیہ کرانے کو کہا لیکن ہمیں اُس وقت مسئلہ کی نزاکت کا کوئی علم تھا اور نہ مافیہ النزاع کی تشخیص کی طرف کسی نے توجہ دلائی تھی۔ ہم نے یہ سمجھ کر ہمیشہ اِس سے کنارہ کش رہنے کی کوشش کی کہ یہ اَرضِ پنجاب کی زرخیزی کا نتیجہ ہے جس میں تعمیری فکر و عمل کے بجائے غیر ضروری مسائل میں ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچنے کا تسلسل جاری رہتا ہے۔ تقریباً دو تین سال قبل ہمارے مَرحوم اُستاذ مولانا عطاء محمد نور اللہ مرقدہ الشریف کے سالانہ عرس کے موقع پر بھی اِس حوالہ سے شور شرابہ کی فضاء دیکھ کر ہمیں افسوس ہوا پھر بھی ہم نے اِسے پنجاب کی مخصوص عادت کے سوا اور کچھ نہیں سمجھا۔

مجھے اِس کی نزاکت و حساسیت کا احساس تب ہوا جب میں نے برادرم شیخ الحدیث محمد اشرف سیالوی کی اِس موضوع پر لکھی ہوئی ''تحقیقات'' کے نام سے کتاب کو پڑھا اور اِسے پڑھنے کا اتفاق بھی اِس لیے ہوا کہ وہ میرے قابلِ احترام رفیق درس اور قابلِ فخر ساتھی کی تحریر تھی۔ نیز یہ کہ اُنہوں نے اِسے پڑھ کر تقریظ لکھنے کی فرمائش بھی کی تھی۔ کتاب کو پڑھنے کے بعد دل میں جو تاثر پیدا ہوا اُس کی کیفیت سے علیم بذات الصدور وحدہ لاشریک جل جلالہ وعم نوالہ کو ہی علم ہے کہ مجھ پر کیا گزری۔

انجام کار مسئلہ کی نزاکت کا احساس ہوا، مافیہ النزاع نکھر کر سامنے آگیا اور اپنی مسئولیت سے متعلق شرح صدر کی توفیق نصیب ہوئی۔ دل ہی دل میں اِس نزاع کو سمیٹنے کا فیصلہ کیا۔ سب سے پہلے برادرم محترم، فضلاء بندیال کے سالار قافلہ صاحبزادہ والاشان مولانا عبدالحق سجادہ نشین بندیال شریف کی خدمت میں حاضر ہو کر اُن کا تعاون حاصل کرنے کی کوشش کی۔ اُس کے دوسرے دن حضرت اُستاذی الکریم مولانا عطاء محمد نور اللہ مرقدہ الشریف کے عرس کے موقع پر اِس نزاع کو سمیٹ کر ماھو الحق کو دُنیا کے سامنے لانے کا اعلان کیا جسے فریقین نے

سراہااور ہمیں دُعاؤں سے نوازا۔

نمازِ ظہر اور اجتماعی طعام سے فارغ ہونے کے بعد رفیقِ محترم حضرت مولانا محمد اشرف سیالوی کے ساتھ تنہائی میں مجلس کی۔ حضرت کا شکر گزار ہوں کہ اُنہوں نے صمیم قلب سے مجھ پر اعتماد کیا اور قال اللہ وقال الرسول کی روشنی میں ہر شرعی فیصلہ کو تسلیم کرنے کا کہا جس پر استقامت دکھاتے ہوئے بعد میں دستخطی تحریر بھی دی۔ جس کے بعد دوسرے فریق کے متفرق حضرات سے رابطہ کرتا رہا جن کی بے مصرف لیت ولعل کی وجہ سے کافی وقت ضائع ہوا۔ آخر کار کچھ دردِ دل رکھنے والے مخلصین نے باہمی مشورہ کرنے کے بعد قال اللہ وقال الرسول کے مطابق ہر شرعی فیصلہ کو تسلیم کرنے کے لیے تحریر دے دی۔ جس کے بعد دیگر مصروفیات کو ملتوی کر کے اولین فرصت میں اِس اہم شرعی فیصلہ کو ضبطِ تحریر میں لایا جو آپ کے ہاتھ میں ہے......

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ

پیشِ نظر متنازعہ مسئلہ کے حوالہ سے اسلام کے چند مسلّمات ایسے ہیں جو روزِ اول سے لیکر اب تک نہ صرف اہل سنت وجماعت کی چار دیواری میں بلکہ کُل مکاتبِ فکر اہل اسلام کے مابین قدرِ مشترک چلے آرہے ہیں۔ جن میں سے:

● ﴿ایک﴾ یہ کہ افرادِ اُمت اپنے نبی سید عالم ﷺ کی ذات کو وصفِ نبوت کے ساتھ متصف عقیدہ رکھنے پر مکلف ہیں کہ ہمارے آقا و مولیٰ سید عالم ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے برحق نبی و رسول ہیں جس میں صفت و موصوف یعنی ذاتِ اقدس اور اُس کی نبوت کے سوا روحانیت، جسمانیت، بالقوۃ، بالفعل اور تاریخ اِتصاف جیسے کسی اور چیز یا تفصیل کے ساتھ مکلف ہے نہ مسئول۔ بلکہ تفصیل کی ایسی جتنی بھی شکلیں ہوسکتی ہیں وہ سب کی سب ﴿لکل مقامٍ مقال و لکل مقال رجال﴾ سے متعلق ہیں جن کو تقریر و تحریر کے لیے موضوعِ سخن بنانا ناآشنا قلوب واذہان کے لیے شکوک وشبہات کا موجب بن سکتا ہے۔

● ﴿دوسرا﴾ یہ کہ ذاتِ اقدس سید عالم ﷺ کی نبوت پر ایمان لانے کا تقاضا یہ ہے کہ وصفِ اُلوہیت اور اُس کے خواص ولوازمات کے سوا ہر وصفِ کمال کے ساتھ آپ ﷺ کو متصف سمجھا جائے اور کسی بھی وصفِ کمال کی کسی بھی اعتبار سے آپ ﷺ سے نفی نہ کی جائے ورنہ تقاضائے محبت وتعظیم کے منافی ہوگا۔ جس کی ایک

جھلک ﴿دَعْ مَا ادَّعَتْهُ النَصرٰی فِی نَبِیِّهِم وَاحْکُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحًا فِیْهِ وَاحْتَکِم﴾ ہے جو بلا نکیر ہر خطیب کا موضوع بیان چلا آرہا ہے۔(ھَلُمَّ جَرًّا)

● ﴿تیسرا﴾ یہ کہ تعظیم نبوی ﷺ لازمہ ایمان ہونے کی بناء پر بلا تفریق جملہ مسلمانوں پر فرض و لازم اور توہین و بے ادبی حرام ہے۔نیز یہ کہ بے ادبی کا تعلق انسانوں کے عرف سے ہے یعنی انسانوں کے عرف میں جس بات کو یا جس انداز کلام کو شانِ نبوت کے حوالے سے ادب کے منافی سمجھا جاتا ہو اُس کی اجازت اسلام میں نہیں ہے۔

اسلاف کی روشنی میں اس کی ایک جھلک یہ ہے کہ امام بخاری ﷫ نے حضرت سُفیان ابن عینیہ کا تفسیر قرآن کے حوالے سے وہ قول نقل کیا ہے جس میں اُنہوں نے فرمایا ہے ﴿مَا کَانَ فِی الْقُرْاٰنِ وَمَا اَدْرٰکَ فَقَدْ اَعْلَمَهٗ ' وَمَا قَالَ وَمَا یُدْرِیْکَ فَاِنَّهٗ لَمْ یُعْلِمْهٗ﴾ یعنی قرآن شریف کے جن مقامات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو مخاطب کر کے ﴿وَمَا اَدْرٰک﴾ فرمایا ہے اُن سے متعلق اُنہیں علم دیا ہے اور جن مقامات میں ﴿وَمَا یُدْرِیْک﴾ فرمایا ہے اُن کا علم نہیں دیا۔(بخاری شریف، جلد: اول، کتاب الصوم، صفحہ: ۲۷۰)

اس کی تشریح کرتے ہوئے شارح عینی نے عمدۃ القاری میں اُن پر اعتراض کیا ہے کہ رحمت عالم ﷺ کی شان میں ﴿لَمْ یُعْلِمْهٗ﴾ کہنا سوادب ہے یعنی حضرت سُفیان ابن عینیہ کا اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر کے یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ ﴿و مایدریک﴾ کے نزول کے وقت تک اِن کا علم حبیب اکرم ﷺ کو عطا نہیں فرمایا تھا شانِ نبوت کے مناسب نہیں ہے۔اُن کی اصل عبارت یوں ہے ﴿قُلْتُ فِیْ هٰذِهِ الْعِبَارَةِ اِسَاءَۃُ الْاَدَبِ لَایَخْفٰی ذٰلِکَ عَلَی الْمُنْصِفِ﴾ (عمدۃ القاری علی البخاری، جلد: ۱۱، صفحہ: ۱۳۰، مطبوعہ بیروت)(ھَلُمَّ جَرًّا)

● ﴿چوتھا﴾ یہ کہ عوام کی رسائی فہم سے ماوراء یا نیم خواندہ حضرات کی سمجھ سے بالاتر یا موجب انکار مسائل کو موضوع سخن بنانا جائز نہیں ہے۔حضرت علی المرتضیٰ نور اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا ﴿حَدِّثُوا النَّاسَ بِمَا یَعْرِفُوْنَ اَتُحِبُّوْنَ اَنْ یُکَذَّبَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ﴾ (بخاری شریف، جلد: ۱، صفحہ: ۲۴، کتاب العلم)

اس سے پہلے امام بخاری نے جو ترجمۃ الباب بعنوان ﴿باب مَن ترک بعضَ الاختیار مخافۃ اَن یَقصُرَ فهم بَعضِ النَاسِ فَیَقَعُوا فی اَشَدَّ منه﴾ باندھا ہے اُس سے مقصد بھی اسلام کے اِس مسلّمہ اُصول کو ظاہر کرنے کے سوا اور کچھ نہیں ہے جو حدیث پڑھانے والے حضرات سے پوشیدہ نہیں ہے۔اِس جیسی روایت

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے۔ اُنہوں نے فرمایا ﴿مَا اَنْتَ بِمُحَدِّثٍ قَوْمًا حَدِيْثًا لَا تَبْلُغُهُ عُقُوْلُهُمْ اِلَّا كَانَ لِبَعْضِهِمْ فِتْنَةً﴾ (مقدمہ مسلم شریف، صفحہ:۹)

یہی مضمون حدیثوں میں اِس طرح بھی آیا ہے ﴿مَا اَنْتَ مُحَدِّثٌ قَوْمًا حَدِيْثًا لَا تَبْلُغُهُ عُقُوْلُهُمْ اِلَّا كَانَ عَلٰى بَعْضِهِمْ فِتْنَةً﴾ (الجامع الصغیر من احادیث البشیر النذیر، حدیث:۷۸۳۸، مع فیض القدیر، جلد:۵، صفحہ:۴۲۷، مطبوعہ بیروت)

نیز حدیث شریف میں آیا ہے ﴿اِيَّاكَ وَمَا يَسُوْءُ الْاُذُنَ﴾ جس کا مفہوم یہ ہے کہ ایسی تقریر و تحریر اور گفتگو سے بچو جو کانوں کو بُری لگے۔ (الجامع الصغیر من احادیث البشیر النذیر، حدیث:۲۸۸۹، جلد:۳، صفحہ:۱۱۸، مطبوعہ بیروت)

اِس کی مزید تشریح کرتے ہوئے فیض القدیر میں یہ روایت بھی نقل کی ہے ﴿دَعْ مَا يَسْبِقُ اِلَى الْقُلُوْبِ اِنْكَارُهُ وَاِنْ كَانَ عِنْدَكَ اعْتِذَارُهُ فَلَسْتَ بِمُوْسِعٍ عُذْرٍ كُلَّ مَنْ اَسْمَعْتَهُ نُكْرًا﴾ جس کے وسیع مفہوم کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ مسلمانوں کے دل جس بات کو سُننا گوارا نہیں کرتے اُسے بیان نہ کر اگرچہ تُو اپنے دلائل سے مطمئن ہے۔ اِس لیے کہ جو نامناسب بات تُو نے دُنیا کو سنائی ہے اُس کی اُڑتی ہوئی گردش کا سامنا نہیں کر سکتا۔

فتاویٰ شامی میں ہے ﴿مُجَرَّدُ اِيْهَامِ الْمَعْنَى الْمُحَالِ كَافٍ فِى الْمَنْعِ﴾ جس کا مفہوم یہ ہے کہ ازرُوئے شرع محظور و محذور معنیٰ کے مُوہم بات سے بچنا لازم ہے۔ (فتاویٰ شامی، جلد:۵، صفحہ:۲۸۰، مطبوعہ ماجدیہ کوئٹہ)

● ﴿پانچواں﴾ یہ کہ کسی واقعی کلام یا کسی اسلامی حکم کے ہر لازمہ کو موضوعِ سُخن بنانا جائز نہیں ہوتا۔ مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ﴾ یہ رسول ہیں کہ ہم نے اُن میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا۔

اور دوسرے مقام پر فرمایا ﴿وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰى بَعْضٍ﴾ بے شک ہم نے نبیوں میں ایک کو ایک پر بڑائی دی۔ (سورۃ الاسراء، آیت:۵۵)

کُل مکاتبِ فکر اور جمہور مفسرین کرام کے مطابق تفضیل بین الانبیاء کا یہ تصور اِس کے بغیر ممکن ہی نہیں ہے کہ جس وصف میں ایک کو دوسرے پر افضل و اعلیٰ کیا گیا ہے دوسرا اُس میں مفضول و اَدنیٰ ہو ورنہ تفضیل کا کوئی تصور ہی

نہیں رہتا۔

اِس کے باوجود قرآن وسنت میں کہیں بھی کسی رسول کو دوسرے سے کمتر یا ادنیٰ کہنے کی مثال موجود نہیں ہے جس کا واحد فلسفہ یہ ہے کہ اللہ کے مقدس رسولوں میں سے ہر ایک کی تعظیم وادب کرنے کو جملہ مسلمانوں پر لازم اور کسی ایک کی بے ادبی کرنے کو بھی سب پر حرام قرار دیا گیا ہے۔ اسلام کے اِسی اُصولِ مسلّمہ کے مطابق ہر اُس مسئلہ سے اجتناب لازم ہے جو بجائے خود کسی حقیقت کا نتیجہ یا کسی اسلامی عقیدہ کو لازم ہونے کے باوجود اُسے موضوعِ بحث بنانے سے شانِ الٰہی کی توہین یا بارگاہ نبوت میں بے ادبی ہو۔ نہ صرف واقعی توہین و بے ادبی بلکہ بے ادبی کے مُوہم ہو تب بھی ناجائز ہے۔

جس سے اُمت کو بچانے کے لیے اللہ کے رسول سید عالم ﷺ نے تفضیل بین الانبیاء کو موضوعِ بحث بنانے سے منع فرمایا ہے ﴿ لَاتُخَيِّرُوْنِیْ عَلٰی مُوْسٰی ﴾ یعنی مجھے موسیٰ علیہ السلام پر فضیلت مت دو۔ (مسلم شریف، جلد:۲، صفحہ:۲۶۷)

حالانکہ آپ ﷺ بالیقین سیّد الاولین والآخرین ہیں جو کسی شک وشبہ کے بغیر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بھی افضل ہیں۔

اِسی طرح حدیث نبوی ہے کہ ﴿وَاَنَا اَکْرَمُ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ عَلَی اللّٰہِ وَلَا فَخْرَ ﴾ (مشکوٰۃ شریف، صفحہ:۵۱۴) یعنی اللہ تعالیٰ کے حضور میں، حضرت آدم علیہ السلام کی تمام اولاد سے زیادہ مکرم ہوں۔

اِس بات کو مستلزم ہے کہ سیّد عالم ﷺ بالتفصیل ہر ایک پیغمبر اور ہر ایک رسول سے افضل ہیں لیکن اِس کے لازمہ کو لے کر یہ کہنا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہمارے رسول سیّد عالم ﷺ سے مفضول وکمتر ہیں یا یہ کہنا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہمارے نبی ﷺ سے ادنیٰ ہیں بالیقین ناجائز ہوگا کیونکہ بے ادبی کا موہم ہے اور بے ادبی کے موہم ہر کلام ناجائز ہوتا ہے۔ اگرچہ اُس کا مضمون اور ماعنہ التعبیر کسی حقیقت کا لازمہ ہو۔

اِسی طرح حدیث نبوی ﷺ ﴿لَوْ کَانَ مُوْسٰی حَیًّا مَاوَسِعَہٗ اِلَّا اتِّبَاعِیْ ﴾ (مشکوٰۃ شریف، صفحہ:۳۰، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ) جیسے جتنے بھی نصوص ہیں وہ سب کے سب نبی اکرم رحمتِ عالم ﷺ کا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے افضل ہونے کو مستلزم ہیں۔ اِس کے باوجود اللہ کے رسول سید عالم ﷺ کا حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اپنی تفضیل کو موضوعِ بحث بنانے سے منع کرنے کا واحد فلسفہ اِس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ اِس قسم کی بحثیں حضرت

موسیٰ علیہ السلام کی شان میں بے ادبی پر منتج ہو سکتی ہیں یا کم از کم بے ادبی کے موہم ہو سکتی ہیں جبکہ اللہ کے کسی بھی برحق پیغمبر کی شان میں بے ادبی کے مُوہم کلمہ کہنا بھی ممنوع و ناجائز ہے۔ اِس کے اشباہ و نظائر اور متعدد مثالیں قرآن و سنت میں موجود ہیں۔ مثال کے طور پر اسلامی عقیدہ ہے کہ دنیا کی ہر شے اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور اُس وحدہ لاشریک کی تقدیر ازلی کی تابع ہے۔ جیسے فرمایا ﴿اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ﴾ یعنی دنیا کی ہر شے کو ہم نے تقدیر کے مطابق پیدا کیا ہے۔ (سورۃ القمر، آیت:۴۹)

نیز فرمایا ﴿وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ﴾ یعنی تمہیں بھی اور تمہارے اعمال کو بھی اللہ ہی نے پیدا فرمایا ہے۔ (سورۃ الصافات، آیت:۹۶)

کون نہیں جانتا کہ اِس قسم کی نصوص کثیرہ کے مطابق دنیا کی ہر چھوٹی بڑی اور ہر عظیم و حقیر اور ہر جائز و ناجائز چیز اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے ورنہ کسی ایک چیز یا کسی ایک عمل کی پیدائش کو بھی اللہ سے نفی کرنا ضلالت و گمراہی سے خالی نہیں ہوگا۔ اِس کے باوجود اُس خالقِ کائنات جل جلالہ وعم نوالہ کے بارے میں یہ کہنا کہ "وہ گندگی و غلاظتوں کا خالق ہے" یا یہ کہنا کہ "وہ گمراہیوں کا پیدا کرنے والا ہے" یا یہ کہا جائے کہ "وہ خالق الخنازیر و الکلاب ہے" تو اِس کی اجازت اسلام میں نہیں ہے۔ عالَم اسلام کے کسی مفتی نے اِسے موضوع بحث بنانے کو جائز کہا ہے نہ کہہ سکتا ہے کیونکہ اس میں شانِ الٰہی کی بے ادبی ہے۔ اگر ایسے کہنے والا کوئی شخص آیت کریمہ ﴿خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ﴾ سے یا آیت کریمہ ﴿خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ﴾ کے عموم سے اِس کے جواز پر استدلال کرے یا اِسے اسلامی عقیدہ کا لازمہ ہونے کو حجت لائے تو اُسے یہی کہا جائیگا کہ ادب و بے ادبی کا تعلق عرف کے ساتھ ہے اور عرف میں ایسے کہنے کو شانِ الٰہی کی توہین و بے ادبی سمجھا جاتا ہے اور جس چیز کو عرف بے ادبی قرار دے، چاہے عرفِ عام ہو یا عرفِ شرع اُس کی اجازت اسلام میں نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِیْنَ﴾ (سورۃ الاعراف، آیت:۱۹۹)

اس کے اشباہ و نظائر میں ایک یہ بھی ہے کہ لفظ "علاّمہ" کا اطلاق اللہ تعالیٰ کی ذات پر جائز نہیں ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کا عالم الغیب والشہادۃ ہونے کو جیسے علاّم لازم ہے ویسے ہی علاّمہ بھی لازم ہے بلکہ قیاس کا مقتضاء یہ ہے کہ علاّم کی بنسبت علاّمہ کا اطلاق بدرجہ اولیٰ جائز ہو کیونکہ اِس میں تائے مبالغہ زیادہ ہے اور حرف کی زیادتی معنی کے زیادہ ہونے پر دلالت کرتی ہے جو وسعتِ علمِ الٰہی کے زیادہ مناسب ہے۔ اِس کے باوجود اللہ تعالیٰ کیلئے لفظ "علاّمہ" استعمال کرنا جائز نہیں ہے جس کی واحد وجہ یہی ہے کہ یہ بے ادبی کے مُوہم ہے کیونکہ اِس کے آخر میں موجود

حرف ''ت'' تانیث کیلئے نہیں بلکہ مبالغہ اور صرف مبالغہ کے لیے ہونے کے باوجود تانیث کی بُو سے خالی نہیں ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کی شان میں تانیث کی بُو اور اس کا وہمہ دینے والے لفظ کو استعمال کرنا بھی بے ادبی اور ناجائز ہے۔

اِس کے اشباہ و نظائر میں یہ بھی ہے کہ لسانِ قرآنی کی لُغت اور مفسرین کرام کی تصریحات کے مطابق طاغوت کے ایک معنی ﴿کُلُّ مَا عُبِدَ مِن دُوْنِ اللّٰہ﴾ بھی ہے یعنی ہر وہ چیز طاغوت ہے اللہ تعالیٰ کے سوا جس کی عبادت کی گئی ہو۔ شریعت کی اجازت اور قرآن وسنت کی روشنی سے قطع نظر کر کے دیکھا جائے تو اِس کو لازم ہے کہ حضرت عیسیٰ اور حضرت عزیر علیہما السلام کو بھی طاغوت کہا جائے کیونکہ مشرکین نے اُن کی عبادت کی ہوئی ہے۔ حالانکہ قال اللہ وقال الرسول کی روشنی میں ایسا کہنے کی اجازت محض اِس وجہ سے نہیں ہے کہ ایسا کہنا اُن معصوم و مقدس حضرات کی شان میں بے ادبی ہے۔ (اَعَاذَنَا اللّٰہُ مِنہُ)

اِس کے اشباہ و نظائر میں یہ بھی ہے کہ ہر نبی کی بعثت یا ایک دو کو مستثنیٰ کر کے باقی تمام انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کی بعثت عمر کے چالیس سال پورے ہونے کے بعد ہوتی رہی ہے جس کے لوازمات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جس مقصد کے لیے بعثتِ نبوی وجود میں لائی جاتی ہے یعنی تبلیغ اُس کے حوالہ سے چالیس سال سے قبل والی مدت میں مبعوثیت والی صفت موجود نہ ہو ورنہ تحصیل حاصل ہوگی جو نامعقول و ناجائز ہے۔

بعثتِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کی مدۃ العمر کے حوالہ سے اسلامی عقیدہ کے اِس لازمہ سے استدلال کرتے ہوئے کسی پیغمبر علیہ السلام کے بارے میں یہ کہا جائے کہ ''وہ چالیس سال سے پہلے نبی نہیں تھے'' تو یہ ادب کے منافی ہوگا یعنی کسی بھی پیغمبر برحق علیہ السلام کے متعلق یہ کہنا کہ ''وہ چالیس سال کے بعد مبعوث ہوئے'' عین حقیقت ہے، نصوص سے ثابت ہے اور کُل مکاتب فکر اہل اسلام کا نہ صرف عقیدہ بلکہ گفتہ بھی ہے جس سے اُن کی کتابیں بھری پڑی ہیں لیکن اِس کے لازمہ سے استدلال کرتے ہوئے یہ کہنا کہ ''وہ چالیس سال سے پہلے نبی نہیں تھے'' ادب کے منافی ہونے کے ساتھ اہل اسلام کے انداز سے بھی خلاف ہوگا جس کی اجازت اسلام میں نہیں ہے۔ کیونکہ قرآن وسنت میں کہیں بھی ذوات قدسیہ انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کا تذکرہ اِس انداز سے نہیں آیا ہے جس کی واحد وجہ اِس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ یہ اُن کی عظمتِ شان کے منافی ہے اور سوءِ ادب کی بُو سے خالی نہیں ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کے کسی بھی برحق نبی سے کسی طرح بھی نبوت کی نفی سے متعلق لب کشائی کرنا جائز نہیں ہے اور سوءِ ادب سے خالی نہیں ہے تو پھر ہمارے آقا و مولیٰ سید عالم ﷺ سے متعلق ایسے کلام کے جواز کا تصور ہی ممکن نہیں رہتا۔ چہ جائیکہ اِسے موضوعِ سُخن بنایا جائے۔ جسد عنصری کے حوالے سے عمر مبارک کے چالیس سال تک جسمانی

نبوت کی بالفعل نفی کرنا، اِسے موضوعِ سُخن بنانا اور علمی باریکیوں سے غیر مانوس نیم خواندہ حضرات وعوام کے سامنے اِسے بیان کرنا دُور کی بات ہے بلکہ ایک دن، ایک گھنٹہ اور ایک لحظہ کے لیے بھی نبی الانبیاء والمرسلین، منبع النبوۃ و الرسالت ﷺ سے نبوت کی نفی کرنے کا تصور اسلام میں نہیں ہے۔

اِس حوالہ سے فریقین سے مخاطب ہوں کہ اب تک اِس موضوع سے متعلق جو کچھ لکھا جا چکا ہے اُسے عظمتِ شانِ نبوی ﷺ کی خاطر تلف کریں اور یقین کریں کہ اپنی مَن و پسند کو عظمتِ شانِ نبوت ﷺ پر قربان کرنا ہی اصل ایمان ہے۔ عمر بھر

؎ وَانْسُبْ اِلٰی ذَاتِهٖ مَاشِئْتَ مِنْ شَرَفٍ

وَانْسُبْ اِلٰی قَدْرِهٖ مَاشِئْتَ مِنْ عِظَمٍ

جیسے مضامین کی تبلیغ کرنے والے حضرات کو ہرگز زیبا نہیں کہ مظہرِ ذاتِ الٰہی ﷺ کی ذاتِ اقدس کو موضوعِ نزاع بنا کر اپنی توانائیوں کو ضائع کریں۔ کلّی

آخر میں بالترتیب فریقین کی خدمت میں

؎ خود بھی عالی ہیں ظرف بھی عالی

آپ کے حق بھی فرض بھی عالی

؎ کلّی تقلید گر نہ مانو فرض

پر بزرگوں کا احترام ہے قرض

﴿اَللّٰهُمَّ وَفِّقْ لَنَا وَلَهُمْ لِلْاِنَابَةِ وَالْاِسْتِقَامَةِ وَاِمَاتَةِ النَّفْسِ وَصَلَّی اللّٰهُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهٖ وَاَفْضَلِ اَنْبِیَآئِهٖ وَالْمُرْسَلِیْنَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰاحِمِیْنَ﴾

انا العبد الضعیف،

تُرَابُ اَقْدَامِ عُلَمَاءِ الْحَق

پیر محمد چشتی

04/02/2011

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابوالحسنات محمد اشرف سیالوی
خطیب اعظم جامع مسجد پرانی عیدگاہ
جھنگ صدر فون: 047-7612661

شیخ الحدیث والتفسیر و مہتمم اعلیٰ
دارالعلوم جامعہ غوثیہ مہریہ منیر الاسلام
کالج روڈ سرگودھا فون 048-3724695,0300-8708512
موبائل: 0302-8702505

حوالہ نمبر ________ تاریخ ________

محترم المقام زید المجد والکرم و مشفق الاخلاق بشمائل الدرجات جناب صاحبزادہ مولانا پیر محمد [illegible] دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! خیریت طرفین مطلوب بالقلوب! جناب عالی.

نبی اکرم نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عالم ارواح اور عالم اجسام والی نبوت کے متعلق بندہ نے اپنا موقف کتاب وسنت اور اکابرین امت کے ارشادات کی روشنی میں واضح کر دیا ہے. اگر علماء اسلام نے کوئی مناقشہ فرمایا ہو اور ہمیں ان میں کوئی اختلاف ہو تو ان اپنے موقف کے دلائل و براہین بیان فرمائیں بندہ اگر [illegible] دل سے ان کے برحق اور برمحل ہونے کی صورت میں ان سے اتفاق [illegible] قیام پائیں گے اور میں جناب کو اس معاملہ میں حکم اور فیصل تسلیم کرتے ہوئے آپ کے فیصلہ پر ان شاء اللہ تعالیٰ خلوص نیت سے عمل کی سعی مشکور سے دریغ نہیں کروں گا. اللہ تعالیٰ جناب کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے اور امت مسلمہ کو باہمی اتحاد و اتفاق نصیب فرمائے آمین ثم آمین بحرمۃ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم والسلام

الراقم ابوالحسنات محمد اشرف سیالوی
کان اللہ لہ